ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.2(2024)
(April to June)

ڈاکٹر سید عبداللہ اور مطالعہ اقبال

Dr.Syed Abdullah and Iqbal Studies

عنایت الرحمان

پی ایچ۔ڈی، اسکالر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر مظفر حسین

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Anayat Ur Rehman
Ph.D Scholar,Department of Urdu, Al-Hamd Islamic University, Islamabad
Dr. Muzaffar Hussain
Associate Professor, Department of Urdu Al-Hamd Islamic University, Islamabad

Abstract:
Dr. Syed Muhammad Abdullah was a writer with a unique identity in Iqbal Studies. He was one of the contemporaries of Allama Iqbal and had benefited from Allama Iqbal extensively. Along with this, he was also a teacher of Iqbal Studies. This is the reason why he in understanding and explaining Iqbal, he worked with sweat and in-depth study. Reading Dr. Syed Abdullah's articles on Allama Iqbal, it feels as Allama Iqbal himself explained his thoughts. In this article, I made syed abdullah's understanding of Iqbal as the subject in order to understand the concern of his Iqbal studies. In these circumstances, it was not possible for a person of Islamic temperament like Dr. Syed Muhammad Abdullah to remain isolated. His devotion to Allama Iqbal grew deeper and deeper. You started considering the ideas of Allama very seriously.

Keywords: Unique identity, Iqbal Studies, Contemporaries, Understanding of Iqbal, Iqbal studies, seriously

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اقبال شناسی میں منفرد شناخت کے حامل ادیب رہے ہیں۔ آپ علامہ اقبال کے معاصرین میں سے تھے اور علامہ اقبال سے بالمشافہ استفادہ بھی کیا تھا، اس کے ساتھ ساتھ آپ اقبالیات کے استاد بھی رہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اقبال کو سمجھنے اور سمجھانے میں عرق ریزی اور عمیق مطالعے سے کام لیا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے علامہ اقبال سے متعلق مقالات پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے علامہ خود اپنے افکار کی وضاحت فرمارے ہوں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ علامہ اقبال کے فکر و فن سے متاثر تو اس وقت ہی سے ہو چکے تھے جب انہوں نے انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں علامہ اقبال کی نظم، "خضر راہ" اور "طلوع اسلام" سنی تھیں(۱)۔ ۱۹۳۲ء میں اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے جلسے میں آپ نے ایک مضمون "اقبال اور سیاسیات عالیہ" پڑھا، جو بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کو خواہش ہوئی کہ فکر اقبال کے اہم موضوعات پر تحقیق کی جائے۔ اس سلسلے میں آپ نے دوسرا مضمون 1940ء میں "مطالعہ اقبال اور اس کے مسائل" تحریر کیا۔ اس مضمون میں

آپ نے کلام اقبال کو پڑھنے اور فکر اقبال پر غور کرنے کے لیے پروگرام پیش کیا اور اس کے بعد آپ نے علامہ کے فکر و فن پر مضامین کی صورت میں اپنی کاوش جاری رکھی، آپ فرماتے ہیں:

"حضرت علامہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ شعاع علم کا درجہ رکھتا ہے اور یہ شعاع ایسی ہے
جس کی لہر کا ایک ایک ذرہ قوت، توانائی اور نور کا آفتاب عالم تاب ہے"۔(۲)

پاکستان بننے سے پہلے علامہ اقبال پر کئی کتابیں شائع ہو چکی تھیں اور مختلف رسائل میں علامہ کے فکر پر تنقیدی مضامین شائع ہو رہے تھے جن میں "مخزن" اور "نیرنگ خیال" بھی شامل تھے۔ یہ مقالے اور مضامین سید عبداللہ کی نظر سے گزرتے تھے۔ فارسی کا سکالر ہونے کی حیثیت سے آپ نے علامہ اقبال پر مزید غور و خوض کرنا شروع کر دیا، کیونکہ علامہ کی "اسرار خودی" اور "رموز بے خودی" جو فارسی زبان میں ہیں، نے نہ صرف پورے ملک میں بلکہ ملک سے باہر بھی علامہ کی علمیت کا سکہ جما دیا تھا۔ سیاستدانوں، دانشوروں اور علمائے وقت کی زبانوں پر علامہ اقبال کے اشعار رواں تھے اور ہر علمی محفل میں ان کی گونج سنائی دے رہی تھی۔ سید سلمان ندوی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شولت علی، مولانا ظفر علی خان، غلام رسول مہر اور سر عبد القادر جیسے علما، علامہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ آپ کے نظریات نے قوم میں نیا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا تھا۔ مسلمان خودی کے جذبے سے سرشار نظر آ رہے تھے۔

ان حالات میں ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ جیسے اسلامی مزاج کے شخص کا الگ تھلگ رہنا ممکن نہ تھا۔ آپ کی علامہ اقبال سے عقیدت گہری سے گہری ہوتی گئی۔ آپ نے علامہ کے نظریات پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی سوچ دوسروں سے قدرے مختلف تھی۔ دوسرے لوگ علامہ کے فکر کی ترجمانی کرتے، ان کی شاعری کی تعریف و توصیف کرتے اور اس طرح اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے، لیکن آپ نے یہ دیکھا کہ علامہ نے جو بات کہی ہے اس کے پس پردہ کون سا مقصد پوشیدہ ہے۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ مغربی تقسیم اور تہذیب و تمدن نے نئی نسل کو مغرب زدہ کر دیا ہے۔ ان کی سوچ، ان کی زبان، ان کا لباس غرض ان کا اوڑھنا بچھونا سب مغربی ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں علامہ کا اصل پیغام پس پشت ڈالا جا رہا تھا اور اس سازش میں افرنگ زدہ مسلمان، غیر مسلم عناصر اور کمیونسٹ نظریے کا طبقہ پیش پیش تھا۔ جس دلِ بیدار کی کوشش علامہ عمر بھر کرتے رہے وہ دل مردہ ہو رہے تھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ ۳۰۔ جون ۱۹۴۶ء کے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"مطالعہ اقبال کے مہمات امور اقبال فہمی کے سلسلے میں بڑی ضروری چیزیں ہیں۔ اگر قوم زندہ ہوتی تو اس وقت تک اقبال انسائیکلوپیڈیا مکمل ہو چکا ہوتا۔ اقبال انگریزی تعلیم یافتہ گروہ کے نمائندے تھے، پس اقبال کی تشریح و تعبیر بھی اس گروہ کا فرض تھا، مگر افسوس! خیر اب بھی دیر نہیں ہوئی۔ محبانِ اقبال کا فرض ہے کہ وہ مرحوم علامہ کے خیالات کی اشاعت کے جملہ ذرائع اختیار کریں، ان میں سے بیشتر علامہ کو مغرب زدہ ثابت کرتے ہیں۔ میری رائے میں یہ علامہ کی موت ہے۔ علامہ تو اسلام اور اسلامی مآخذوں کا ذوق پیدا کرنا چاہتے تھے۔ طالبان اقبال کو سب سے پہلے ان ہی مآخذ کا مطالعہ کرنا چاہیے"۔(۳)

۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر سید عبد اللہ کی کوششوں سے پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے اردو کی کلاسیں شروع ہوئیں۔ اس وقت شعبہ اردو میں آپ اکیلے مستقل استاد تھے۔ ابتدا میں آپ کے پاس "ادب" کا مضمون تھا، بعد میں "نظم" کا مضمون بھی آپ پڑھانے لگے اور کچھ عرصہ بعد "اقبالیات" کی تدریس کی ذمہ داری بھی آپ کے کندھوں پر آن پڑی۔ علامہ اقبال سے عقیدت اقبالیات کے مضمون کا استاد بننے کے بعد اور تقویت حاصل کر گئی، جو غور و خوض پہلے سرسری تھا اب گہرائی اور عمیق صورت میں مخصوص فکر، سوچ اور تنقید کا رُخ دھارنے لگا۔ کلامِ اقبال نے تحقیق اور کھوج کا جذبہ پیدا کیا اور علامہ کے فکر نے دعوت فکر دی۔ آپ نے مدرسانہ زندگی میں علامہ کے افکار پر مختلف انداز سے نظر ڈالی اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی۔ آپ اپنے لیکچر بڑی محنت سے تیار کرتے۔ طلبہ کے سامنے فکر اقبال کی حقیقی روح کو اجاگر کرتے۔ آپ کے شاگرد اور معروف اقبال شناس ممتاز منگلوری نے ان لیکچرز کو مرتب کر کے شائع بھی کرایا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے عہد تک علامہ اقبال کے فکر و فن پر بہت سی کتب شائع ہو چکی تھیں۔ آپ نے بھی علامہ اقبال پر اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرنے اور قوم کو علامہ کے حقیقی مقصد سے آگاہ کرنے کے لیے قلم اٹھایا۔ آپ کے لکھنے کا انداز سہل اور مدلل تھا تاکہ طلبہ سے لیکر عام قارئین تک اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس ضمن میں آپ رقمطراز ہیں:

> "مجھے صرف ان موضوعات پر قلم اٹھانے کی عادت ہے جن پر کسی اور نے کچھ نہ لکھا ہو یا اس میں کچھ مزید کہنے کی گنجائش موجود ہو"۔(۴)

آپ چاہتے تھے کہ علامہ کے اصل پیغام کی صرف تشریح ہی نہ کی جائے بلکہ ان کے پیغام کے مقاصد کی عملی صورتیں بھی پیدا کی جائیں۔ اس سلسلے میں آپ کے نزدیک اہم ترین کام یہ ہونا چاہیے کہ فکر اقبال کی تدوین اور اشاعت میں یہ بیان کیا جائے کہ علامہ اقبال کے خود اپنے فکر کے بارے میں کیا مقاصد تھے، کیونکہ علامہ تو مسلمانوں کی تہذیبی اقدار کی اس انداز سے تجدید کرنا چاہتے تھے جو مسلمانوں کی حیات ملی کے تسلسل کی ضامن ہو، جو عالمی نظریات کو ان کے زاویہ نگاہ سے آشنا کرے اور جن کے ذریعے تمام انسان ایک عقلی معاشرے سے گزر کر ایک مکمل ایمانی معاشرے کی طرف ترقی کر سکیں۔ آپ اپنے ایک مضمون "یوم اقبال" میں اس طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

> "اس موقع کو ایک عملی میلے کی صورت میں منایا جائے جس میں صرف اقبال سے متعلق ہی نہیں بلکہ ان تمام تہذیبی تعلقات پر مقالے اور نہ صرف مقالے بلکہ نمائشوں کا انتظام کیا جائے تاکہ ان تہذیبی ممکنات کا کچھ اندازہ ہو سکے جن تک فکر اقبال کی رسائی تھی یا جن تک فکرِ اقبال ہمیں پہنچانے کی دعویدار ہے۔ ان تقریبات کا پروگرام ہر سال "یوم اقبال" سے ایک سال قبل تیار ہوا کرے تاکہ ان تقریبات کی مشقوں کی پوری پوری تیاری ہو سکے۔ ہر سال کے پروگرام کے تین حصے ہوں:
>
> (الف) مطالعہ اقبال کے مختلف اجزا میں سے کسی ایک جز کی تشریح و تنقید۔
>
> (ب) اقبال کے علمی و فکری مقاصد اعلیٰ میں سے کسی ایک جز کی تکمیل۔
>
> (ج) عام علمی، فنی، تہذیبی اور علمی مباحثے
>
> یوم اقبال کے سلسلے میں سب سے پہلا کام مطالعہ اقبال ہے"۔(۵)

آپ کے متذکرہ پروگرام سے صاف ظاہر ہے کہ آپ علامہ کے فکر کو مسلمانوں میں عملی طور پر اجاگر کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کلامِ اقبال کی روح تک عام لوگوں کی رسائی مشکل ہے۔ اس کا بڑا سبب زبان اور الفاظ کی دشواریاں ہیں اور اس سے کہیں زیادہ مضمون اور معانی کی دقتیں ہیں، کیوں کہ علامہ کے کلام کا بڑا حصہ نہ صرف عوام بلکہ متوسط گروہ کے لیے بھی ناقابل فہم ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> "مطالعہ اقبال کی تحریک کی کمزوری کے اسباب بہت ہیں۔ مرحوم کی وفات کے بعد بعض ارباب سیاست نے قدردانی اور سیاست کے پردے میں فکر اقبال کو جس رنگ میں پیش کیا، اس سے علامہ مرحوم کے مشن کو شدید نقصان پہنچا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انقلاب کا پیغام جمود کی دعوت بن کر رہ گیا اور عمل کا خروش، جرسِ نغمہ خواب آور ثابت ہوا"۔(۶)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ علامہ نے اپنے فکر کے اظہار کے لیے زیادہ تر فارسی زبان کو استعمال کیا جبکہ برصغیر میں فارسی دان طبقہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے، چنانچہ علامہ کے کلام کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کے لیے فارسی زبان و ادب سے کامل واقفیت ضروری ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسلام اور اسلامیات کے گہرے اور وسیع مطالعے کی بھی ضرورت ہے۔ ان باتوں کے علاوہ علامہ کے کلام میں اقوام عالم کے جدید رجحانات، انسانی تہذیب و تمدن، مغرب کے نظریے اور تصورات، غرض مشرق و مغرب کے تمام فلسفے پر کلام اقبال میں جابجا اشارے ملتے ہیں۔ ان تمام علوم سے واقفیت کلام اقبال کے حقیقی مقصود تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے۔ ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ نے اقبال فہمی کے لیے مہماتِ امور تشکیل دیے تاکہ ان کے ذریعے علامہ کے فکر تک باآسانی پہنچا جاسکے، آپ فرماتے ہیں:

> "مطالعہ اقبال کی ان کمزوریوں کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی علامہ اقبال ابھی تک ایک رازِ سربستہ ہیں اور تعلیم یافتہ حضرات کا مدعیانہ جوش و خروش محض بے بنیاد اور نمائشی ہے۔ میرے خیال میں کلام اقبال کے قدر دانوں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ مطالعہ اقبال کی دشواریوں کو رفع کرنے کے لیے کوئی موثر قدم اٹھائیں اور پیام اقبال کو سہل اور آسان تر بنا کر ہر بچے، جوان اور بوڑھے تک پہنچائیں(۷)

ڈاکٹر سید عبداللہ نے جن چیزوں پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی اُن میں "فرہنگ مشکلات اقبال، مبادی اقتبال کی تشریح، اقبال کے مآخذ اور اطراف کا مطالعہ اور تجزیہ، مسائلِ عظیمہ اقبال کی تشریح، مطالعہ اقبال کی نہایات و غایات، دائرۃ المعارف اقبال، اقبال کی شخصیتیں، اقبال کی تلمیحات اور اصطلاحات علمی، اقبال کی تلمیحات اور اصطلاحاتِ علمی، اقبال کے استعارے، فرضی نام اور نشانات، جغرفیائی نام، اقبال کے سرچشمہ ہائے فیض یا مآخذ، اقبال کے اہم مسائل کی تمہیدی واقفیت، اقبال کی زبان، اقبال کا سیاسی تفکر، تشریح اقبال، اقبال کا فن، اقبال کا اثر مابعد اور فکری لحاظ سے اقبال اور دوسرے بڑے شعرا کا موازنہ" شامل ہیں۔(۸)

ڈاکٹر سید عبداللہ نے اقبال فہمی کے لیے علامہ اقبال کے فکر کو جس طرح اجاگر کیا اس میں خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دوسروں کو بھی دعوت دی، آپ کے جملہ مقالات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ نے علامہ کے فکر و مقاصد کے بیان کے لیے چار راستے اختیار کیے، پہلا یہ کہ آپ نے ایسے مقالے تحریر کیے جن میں علامہ کے فکر کو تفصیل سے بیان کیا تاکہ قارئین

بآسانی علامہ کے کسی مخصوص نظریے کو سمجھ سکیں۔ اس کے لیے آپ نے اپنے بیان میں دوسروں کی تحریروں کے مقابلے میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا یا، کسی نظریے کو اس طرح پیش کیا کہ دوسرے اس رنگ میں پیش کرنے سے قاصر رہے یا علامہ کے کسی نظریے کی تشریح اس طرح کی جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی، اس لحاظ سے آپ کو "شناسائے فکر اقبال" یا "مدرس اقبالیات" بھی کہا جا سکتا ہے۔

دوسری قسم میں آپ کے وہ مقالے ہیں جو آپ نے مناظرے کی صورت میں قلمبند کیے، یعنی جب بھی کسی نے علامہ اقبال کے فکر کو اپنے مخصوص نظریے کے مطابق زبردستی ڈھالنے کی کوشش کی یا مخالفانہ بیان بازی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی سازش کی تو فوراً آپ نے اس شخصی نظریے کی دلائل کے ذریعے تردید کی اور قارئین کو علامہ کے صحیح مقصد اور موقف سے آگاہ کیا اور اس مقصد کے لیے پُر مغز مقالہ تحریر کیا۔ آپ کے زیادہ تر مقالے اسی رنگ میں ہیں۔ آپ نے علامہ کے فکر کو بہتر طور پر سمجھا اور اس کی علمانہ تشریح فرمائی اور ان کے حقیقی مقاصد کو اجاگر کیا۔ اس لیے آپ کو "شارحِ اقبال" بھی کہا جا سکتا ہے۔

آپ کے تیسری قسم کے مقالے تحقیقی مقالوں کے زمرے میں آتے ہیں جن میں آپ نے دوسرے مفکرین سے علامہ اقبال کا موازنہ کیا ہے، جنہیں "متعلقات اقبال" کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً کلام اقبال میں بہت سی شخصیتوں کا ذکر ملتا ہے جن میں "رومی، عطائی، رازی" وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے علامہ کی بیان کردہ مخصوص اور اہم شخصیتوں کے فکر کی تشریح کی اور پھر علامہ اور ان مدبرین و اکابرین کے خیالات کا موازنہ کیا اور یہ ثابت کیا کہ علامہ نے ان کے ذکر کو کیوں اہمیت دی، لہٰذا ایسے مقالات کے ضمن میں آپ کو "محقق اقبال" کہنا بہتر ہو گا۔ علامہ اقبال نے ان اکابرین سے جو فیض حاصل کیا یا جن سے متاثر ہوئے یا جن کی تعریف و توصیف فرمائی یا اختلاف کیا، ان مقالات میں موضوع بحث بنے ہیں۔ آپ کے چوتھی قسم کے مقالات وہ ہیں جن میں آپ نے علامہ اقبال سے متعلق بہت سے نئے موضوعات کی طرف اشارہ کیا اور دوسروں کو اُن پر لکھنے کی تلقین کی۔ لہٰذا بہت سی کتب اور مقالے آپ کے ایما پر یا اس تحریک کے پیش نظر لکھے گئے۔ اس ضمن میں آپ نے یہ کمال کیا کہ پہلے خود مختصر انداز میں ان موضوعات پر لکھا یعنی ایک قسم کا خاکہ پیش کیا اور پھر دوسروں کی قلم آزمائی کے لیے چھوڑ دیا۔ اس طرح اقبال پر لکھنے والوں کو آپ کی وساطت سے بہت سے موضوعات مل گئے اور اقبالیات میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا گیا، جس سے آپ کا مقصد اور علامہ کا مقصد پورا ہوتا گیا، چونکہ آپ نے ایک محرک کے طور پر کام کیا لہٰذا آپ کو اس ضمن میں "محرک اقبالیات" بھی کہا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال فہمی کے حوالے سے وحید الحسن ہاشمی اپنے مضمون "ڈاکٹر سید عبداللہ" میں رقمطراز ہیں:

> "ڈاکٹر سید عبداللہ، اقبال کی شاعری کو ایسا دستور العمل سمجھتے ہیں جس کی ہدایت و رہنمائی فلاح و بہبود کی ضامن ہے"۔(۹)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے علامہ اقبال پر تحقیقی اور تنقیدی مقالات کے پیش نظر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر سید عبداللہ اقبال شناسی میں ایک اعلیٰ اور منفرد مقام رکھتے ہیں اور اس میدان میں ان جیسا جامع اور متنوع محقق اقبالیات خال ہی نظر آ سکتا ہے۔ توقع ہے کہ اُن کے دیگر ادبی کاموں کی طرح اقبال شناسی بھی اُن کا ایک خاص موضوع متصور ہوتا رہے گا۔

حوالہ جات

۱۔　مجیب الرحمان شامی، مدیر، ماہنامہ، قومی ڈائجسٹ، دسمبر ۱۹۸۶، لاہور، ص:۱۰۶

۲۔ ایضاً، ص:۱۰۵
۳۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، مکتوب بنام پروفیسر عبدالعزیز کمال، مشمولہ: ماہنامہ سیارہ، لاہور، س ن، ص:۴۹۳
۴۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، مسائل اقبال، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص: دیباچہ
۵۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، مقاماتِ اقبال، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۹ء، ص:۲۵۵
۶۔ ایضاً، ص:۲۶۳
۷۔ ایضاً، ص:۲۶۷
۸۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، مسائل اقبال، ص:۱۶
۹۔ وحید الحسن، ڈاکٹر سید عبداللہ، مضمون مشمولہ: ہفت روزہ نصرت، لاہور، ۲۳ جولائی، ۱۹۶۱ء، ص:۲۲

References in Roman Script:

1. Mujibur Rahman Shami, Mudeer, Mahnama, Qoumi Digest,December 1986, Lahore, p:106
2. Ibid, p: 105
3. Syed Abdullah, Dr., Maktoobat Banam Professor Abdul Aziz Kamal,(Mashmola): Mahnama Siara, Lahore, S.N., p: 493
4. Syed Abdullah, Dr.,Masail-e-Iqbal, West Pakistan Urdu Academy, Lahore, 1974, p: Debacha.
5. Syed Abdullah, Dr., Maqmat-e-Iqbal, Urdu Academy Sindh, Karachi, 1959, p: 255
6. Ibid, p: 263
7. Ibid, p: 267
8. Syed Abdullah, Dr., Masail-e-Iqbal, p. 16
9. Waheed Al Hasan, Dr. Syed Abdullah,Mazmoon(Mashmola): Weekly Nusrat, Lahore, July 23, 1961, p.22